۱۰ اکتوبر — خصوصی کمیٹی سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کیوں کہ ماضی اِس بات کا گواہ ہے کہ جب بھی کسی مسئلے کے حل کے لیے کمیٹی بنائی گئی وہ مسئلہ حل نہیں ہوسکا اور اس کمیٹی کو اٹھانے کے لیے ایک اور کمیٹی بٹھانی پڑی۔

میرا استعفاء اپنے مطالبات کے حق میں نہیں بلکہ وزیر اعظم نواز شریف کی بے حسّی کے خلاف ہوگا۔ استعفاء ۳۱ کی بجائے ۲۸ اکتوبر کو پیش کروں گا۔ یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ ۳۱ اکتوبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ختم ہوجائے گا۔

۱۵ اکتوبر — قومی اسمبلی اکتوبر کے بعد نہیں چلے گی۔ ۲۵ اکتوبر کو مستعفی ہوجاؤں گا۔

۱۸ اکتوبر — ۲۵ اکتوبر سے پہلے اگر گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی تو زہر پی لوں گا۔ میں نے اس سلسلے میں وصیّت بھی تیار کرلی ہے اور اس میں ایسے افراد کے نام بھی لکھ دیے گئے ہیں کہ اگر مجھے کچھ ہوگیا تو ان لوگوں کے خلاف ایف - آئی - آر درج کی جائے۔

۲۲ اکتوبر — خون سے لکھ کر ۲۵ اکتوبر کو استعفاء پیش کردوں گا۔ اب حکومت میرا ترقیاتی فنڈ جاری بھی کردے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، بہت دیر ہوچکی ہے۔ استعفاء کے بعد ۲۶ اکتوبر کو ۳ بجے تیز گام سے لاہور جاؤں گا جہاں سے بینڈ باجوں کے ساتھ پریس کلب جا کر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔

یکم اکتوبر کی تقریر سے لے کر ۲۲ اکتوبر تک پریس کو دیے گئے بیانات پر ایک نظر ڈالنے سے واضح ہے کہ جناب جے - سالک نے اولاً اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ مسیحی آبادی کے سب سے زیادہ پسندیدہ رکنِ اسمبلی ہیں۔ انہوں نے نام لیے بغیر وفاقی وزیر مملکت برائے اقلیتی امور جناب پیٹر جان سہوترا کو اپنے سے ہارا ہوا قرار دیا ہے۔ ثانیاً انہوں نے واضح کیا ہے کہ جناب وزیر اعظم نے دسمبر ۱۹۹۱ء سے اب تک ان کے ساتھ ہونے والے سلوک پر ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ثالثاً انہوں نے اپنی سیاسی پیش بینی کو اپنے بیانات میں بڑی اہمیت دی ہے۔ رابعاً جنابِ سالک نے بتایا ہے کہ وہ ذاتی مفادات سے دور رہنے والے آدمی ہیں اور عوام کے لیے وہ کوئی سی بھی قربانی دے سکتے ہیں۔

بالاخر وہ دن آگیا جس کا اخبار نویس بے تابی سے انتظار کر رہے تھے مگر نہ تو پیٹر جان سہوترا نے کچھ کہا، نہ جنابِ وزیر اعظم نے خاموشی کی مہر توڑی اور نہ جناب جے - سالک کی پیش گوئیاں ہی درست ثابت ہوئیں۔ اب اسی بات کا امکان تھا کہ وہ استعفاء دے کر اپنے بیان کردہ پروگرام کے مطابق "عوام" سے آملیں گے، مگر وہ اپنے مقرر کردہ دن استعفاء نہ دے سکے۔

کیا ارادے کی تبدیلی کسی دانش مندانہ مشورے کا نتیجہ تھی؟ یا اُن کے مطالبات اب مطالبات نہیں رہے یا یہی انداز سیاست ہے؟ ایک عام شہری اس سے باخبر نہیں تاہم اتنا واضح ہوگیا ہے یکم

اکتوبر سے شروع ہونے والے قضیے میں مسیحی اور مسلم اہل دانش کے لیے غور و فکر کا خاصا سامان موجود ہے۔ اہم اور سنجیدہ مسائل چٹکلوں، فقرے بازی یا تند و تیز بیانات سے حل نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے حل کے لیے محبت، رواداری، صبر و برداشت اور افہام و تفہیم کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان ہی سنجیدہ مسائل میں غیر مسلم اقلیتوں کے حوالے سے شناختی کارڈ میں مذہب کے کالم کی شمولیت ہے۔ مسیحی اہل دانش کو اس مسئلے پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بھلا مسلم اکثریت اور اس کی دینی قیادت کو یہ مطالبہ کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا اظہار ہونا چاہیے۔ یہ کسی طبقے کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی خاطر نہیں کیوں کہ مذہب کی بنا پر اگر شناخت موجود ہے تو اس کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح مسلم اہل دانش اور بالخصوص علماء کرام کو یہ واضح کرنا چاہیے کہ اسلام اقلیتوں کے بارے میں کتنا واضح ہے کہ جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ جیسے بنیادی حقوق میں کسی مسلم اور غیر مسلم کے درمیان ذرہ بھر فرق نہیں۔

ڈاکٹر محمد عزیر

اردو میں مسیحی ادب

[ڈاکٹر محمد عزیر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ اردو سے وابستہ تھے۔ انھوں نے ڈاکٹریٹ کے لیے جو مقالہ لکھا تھا، اس کا عنوان ہے "اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ"۔ انھوں نے ماہنامہ "معارف" (اعظم گڑھ) کے لیے مقالے کا خلاصہ تیار کیا جو اپریل اور مئی ۱۹۴۸ء کے دو شماروں میں شائع ہوا۔ بعد میں ان کا مقالہ انجمن ترقی اردو ہند۔ دہلی کی طرف سے شائع ہو گیا۔
ذیل میں مقالے کے خلاصے کا آخری حصہ درج کیا جاتا ہے جس میں اردو مسیحی لٹریچر پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔مدیر]

[مسیحی مشنریوں] کی اردو مطبوعات کی کثرت سے اس زبان کے پڑھنے والوں کی کثرت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ انڈیا آفس کی فہرست کتب اردو میں جو ۱۹۰۰ء میں چھپی تھی، مسیحی مطبوعات کی تعداد ۴۸۶ ہے اور پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کی فہرست میں جو ۱۹۴۶ء میں مرتب ہوئی ہے، سوسائٹی اور بعض دیگر مسیحی اداروں کی کتابوں کا شمار ۵۱۹ ہے۔ اس میں زیادہ تر خود سوسائٹی کی کتابیں ہیں۔ [برصغیر] کی دوسری زبانوں میں عیسائیوں نے بہت تھوڑی کتابیں شائع کی ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ وہ اردو کو ملک کے بڑے حصے کی زبان سمجھتے تھے اور اسی کے ذریعہ یہاں کے باشندوں کی اکثریت کو اپنا پیغام پہنچا سکتے تھے۔

اس مقالہ کی ترتیب کے سلسلہ میں مجھے عیسائی مذہب کی سوا سو سے زیادہ کتابیں دیکھنے کا موقع ملا۔ زبان کے لحاظ سے یہ سب نہایت سلیس اور صاف عبارت میں لکھی گئی ہیں۔ ہندو، جین اور سکھ مذہب کی کتابوں میں تو مذہبی مصطلحات کے لیے سنسکرت کے الفاظ اکثر ناگزیر طور پر استعمال کیے گئے ہیں، گو بعض مؤلفین اور مترجمین نے ان کے ترجمے بھی عربی یا فارسی اصطلاحات میں ساتھ ساتھ دے دیے ہیں لیکن عیسائیوں کی اردو کتابوں میں مذہبی مصطلحات کے لیے بھی عربی یا فارسی کے علاوہ مجھے کسی دوسری زبان کا لفظ نہیں ملا۔ معلوم نہیں گارساں دتاسی نے کس بنا پر لکھا ہے کہ مسیحی تصانیف میں انگریزی کے الفاظ کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں، وہ اپنے چودہویں خطبہ میں لکھتا ہے۔

"اہلِ ہند نے اپنے ہاں انگریزی زبان کے بہت سے لفظ رائج کر لیے ہیں، بعض اوقات تو ان کی زبان میں لفظ موجود ہوتا ہے، جب بھی وہ ہم معنی انگریزی لفظ کو ترجیح دیتے ہیں--- بہت سارے انگریزی الفاظ پیش کیے جا سکتے ہیں جنھیں اہلِ ہند خود اپنے لفظوں سے زیادہ

اہمیت دیتے ہیں اور بہتر سمجھتے ہیں، چنانچہ مرزا پور کا اخبار "خیر خواہ ہند" اس قسم کی ہندوستانی میں ہوتا ہے جس میں انگریزی الفاظ کثرت سے کھپائے جاتے ہیں۔ مشنریوں کی بیشتر تصانیف جو مسیحی مذہب کی نشرو اشاعت کے لیے شائع ہوتی ہیں، اسی طرز کی زبان میں ہوتی ہیں۔"

اردو میں عیسائی مذہب کی سب سے قدیم کتاب جو مجھے ملی، وہ "صلوٰۃ الجماعت" کی کتاب ہے، یہ چرچ مشن پریس کلکتہ میں ۱۸۲۸ء میں چھپی تھی، قدیم نستعلیق ٹائپ میں ہے، جیسا کہ فورٹ ولیم کالج کی کتابوں کا ہوتا تھا، اس میں مختلف دنوں اور مختلف وقتوں کی دعائیں تفصیل کے ساتھ درج ہیں، اس کے علاوہ کلیسا کے رسوم و دستور کی تفصیل بھی دی ہے، شروع کا ایک اقتباس حسبِ ذیل ہے۔

نماز صبح کے احکام

برس کے ہر دن

صبح کے آغاز میں خادمِ دین بلند آواز سے کتاب کی آیتوں میں سے ایک یا کئی آیت پڑھے، تس پیچھے اُس عبارت کو جو اس کے بعد مندرج ہے۔

"جب بد آدمی اپنی بدی سے جو کہ اس نے کی ہو باز آوے اور اعمال فرض و مستحب کو بجا لائے تب وہ اپنی جان جیتا بچائے گا۔" (حزقیال -۱۸ -۲۷)

"میں اپنے گناہوں کا مقرہوں اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے۔" (مزمور ۵۱-۳)

"میرے گناہ سے چشم پوشی کر اور میری ساری بدیوں کو محو کر" (آیت - ۹)

"خدا کی قربانیاں آشفتہ حالی ہے۔ اے خدا تو دل شکستہ اور تائب کو حقیر نہ جانے گا۔" (۱۷ آیت)

"اپنے دل کو چاک کر اور نہ اپنے گریبان کو اور اپنے خداوند کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ وہ رؤف اور حلیم اور رحیم ہے اور رنج پہنچانے سے ملول ہوتا ہے۔" (یوئیل -۲-۱۳)

"رحمتیں اور آمرزشیں ہمارے خداوند خدا ہی کی ہیں، گوکہ ہم اس سے باغی ہوئے ہیں اور نہ ہم نے اپنے خداوند خدا کے فرمان کو مانا اور نہ ہم اس کے شرائع پر جو کہ اس نے ہمارے لیے مہیا کیے ہیں، چلے ہیں۔" (دانیال ۹-۹-۱۰)

"اے خداوند مؤدب کر مجھے نہ ساتھ عدل کے اور نہ ازراہ خشم کے، مبادا تو ہمیں معدوم کر ڈالے۔" (ارمیا - ۱۰)

"توبہ کرو، کیونکہ آسمان کی سلطنت آن پہنچی۔" (متی ۳-۲)

"میں اٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا اور اسے کہوں گا کہ اے باپ میں آسمان کا اور تیرا

گناہ گار ہوں اور اب میں اس قابل نہیں کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔" (لوقا ۱۵-۱۰-۱۹)
"اے خداوند اپنے بندے سے محاسبہ ساتھ عدل کے نہ لے، کیونکہ تیرے حضور کوئی بشر بے گناہ نہیں ہوسکتا۔" (مزمور - ۱۴۳)
"اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو ہم اپنے تیئں، فریب دیتے ہیں اور صداقت نہیں رکھتے، لیکن اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ اپنے صدق اور عدل سے ہمارے گناہوں کو معاف کرے گا اور ہر نوع کی ناراستی سے پاک کرے گا۔" (۱-۸-۹)
اے پیارے بھائیو! کتاب کے کئی مقام سے ہمیں نصیحت ہے کہ اپنے بے شمار گناہوں اور بدیوں کا اعتراف اور اقرار کریں اور ہم خدائے تعالیٰ کے حضور جو ہمارا آسمانی باپ ہے، ریا اور اخفاء کے ساتھ درپیش نہ آئیں، بلکہ عجز وانکسار اور توبہ اور اطاعت دلی سے مقر ہوں تا کہ اس کی خوبی ورحمت غیر متناہی سے ہم عفو پائیں اور اگرچہ ہم پر لازم ہے کہ ہر وقت بعجز وانکسار ہم خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کریں مگر خصوصاً اس وقت زیادہ تر لازم ہے جب کہ ان بڑی نعمتوں کی شکر گزاری کے لیے جو کہ ہم نے اس کے ہاتھوں سے پائیں اور اس کے لائق کی مدح کرنے کے لیے اور اس کے کلامِ اقدس کے سننے کے لیے اور ان چیزوں کے مانگنے کے لیے جو ہمارے جسم وروح کے لیے مطلوب اور ضروری ہیں، ہم باہم اکٹھے ہوں، پس میں تم سب کی جو یہاں حاضر ہو منتی اور سماجت کرتا ہوں کہ میرے صدقِ دل اور عجز کی آواز سے آسمانی فضل کے تخت کے حضور پیچھے پیچھے کہو۔

اعتراف عام

ساری جماعت جاثیاً خادمِ دین کے پیچھے پیچھے کہے،
"اے قادر مطلق اور رحیم باپ ہم مثل گم شدہ بھیڑ کے تیری راہ سے بہکے اور بھٹکے ہیں اور ہم اپنے دلوں کی ہوا و ہوس کی طرف بہت ہی متوجہ ہوئے ہیں اور ہم تیری شرع مقدس کے مخالف ہوئے ہیں اور ہم ان چیزوں کو نہ بجا لائے جن کی ادا ہم پر فرض تھی اور ہم نے ان چیزوں کو کیا جن کا ذکر کرنا ہمیں مناسب نہ تھا اور اب ہمارے پاس کچھ عافیت نہیں ہے، مگر تو اے خداوند ہم سے شکستہ حال گناہ گاروں پر رحم کر، معاف رکھ انہیں، اے خداوند، جو اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور پھر مقبول کر انہیں جو کہ توبہ کرتے ہیں، موافق اس پیمان کے جو تو نے بوسیلہ ہمارے خداوند مسیح عیسیٰ کے انسان سے کیا ہے اور اے بڑے ہی رحیم باپ اس کے طفیل سے بخش کہ آئندے کو ہم پرہیز گاری اور نیکو کاری اور پاک دامنی کے ساتھ زندگی بسر کریں، تاکہ تیرے اسم اقدس کا جلال ظاہر ہو۔ آمین"

گناہوں کا عفو قسیس کھڑا ہو کر پڑھے اور جماعت جاتی رہے۔ (ص ۱-۵)

انجیل اور توریت کے متعدد ترجمے دیکھنے میں آئے، ان میں سب سے قدیم ترجمہ جو میری نظر سے گزرا، وہ ۱۸۳۹ء کا ہے، اس کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے۔

"کتاب مقدس کا آخری حصہ یعنی خداوند یسوع مسیح کی انجیل جو متھی، مارک، لوک اور یوحنا سے لکھی گئی تھی اور رسولوں کے اعمال اور نصیحت اور نبوّت کے خطوط، یونانی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا، کلکتہ، انگریزی اور امریکے کی دینی مجلس کی مدد سے باپتست مشن چھاپا خانے میں چھاپا گیا، ۱۸۳۹ یسوعی"

یہ ترجمہ ٹائپ میں چھپا ہے، اور ۸۲۲ صفحات پر مشتمل ہے، عبارت کا نمونہ یہ ہے۔

"پھر وہ وہاں سے اٹھ کر یرون کے پار یہودیہ کی سرحد میں آیا اور جماعتیں آس پاس پھر جمع ہوئیں، اور وہ اپنے طور پر پھر انہیں نصیحت کرنے لگا، اور فروسیون نے آس پاس آکے امتحان کی راہ سے اس سے پوچھا، کیا عورت کو مرد کا چھوڑنا روا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ موسیٰ نے تمہیں کیا حکم دیا، وے بولے، کہ موسیٰ نے طلاق نامہ لکھ کے طلاق دینے کی اجازت دی، تب یسوع نے جواب دیا کہ اوس نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تمہارے لیے وہ بات لکھی، لیکن خلقت کی ابتداء سے تو خدا نے انہیں ایک نر اور ایک مادہ بنایا، اس سبب سے آدمی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کے اپنی جورو سے ملا رہے گا، اور وے دونوں ایک تن ہوں گے، سو وے اب دو تن نہیں، ایک تن ہیں، اس لیے جسے خدا نے جوڑا کیا ہے، آدمی جدا نہ کرے، گھر میں اس کے شاگردوں نے اس کے حق میں پھر اس سے پوچھا، اس نے انہیں کہا، جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑے اور دوسری سے بیاہ کرے، تو اپنی جورو کے برخلاف زنا کرتا ہے اور اگر جورو اپنے شوہر کو چھوڑ دے، اور دوسرے سے بیاہ کرے، تو وہ بھی زنا کرتی ہے۔" (ص ۱۴۲)

اس کے بعد ۱۸۴۱ء کا بائبل پریس کلکتہ کا چھپا ہوا، "ہمارے خداوند یسوع مسیح کا نیا وثیقہ" ہے۔ یہ بھی ٹائپ میں ہے اور چھوٹی تقطیع کے ۵۵۳ صفحات پر مشتمل ہے، پھر اسی پریس سے "کتاب القدس" کی پہلی جلد ۱۸۴۲ء میں اور دوسری ۱۸۴۳ء میں ایشیاٹک پریس کلکتہ سے شائع ہوئی۔ پہلی جلد میں جس کے صفحات کی تعداد ۱۰۱۲ ہے، پیدائش سے آستر تک کا ترجمہ ہے اور دوسری جلد میں جو ۷۴۴ صفحات کی ہے، ایوب سے ملاکی تک کا، سرورق پر لکھا ہے، "ترجمہ عبرانی زبان سے زبان ہندی میں" مگر اس زبان ہندی کا نمونہ یہ ہے۔

"ابتداء میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور زمین ویران اور سنسان تھی اور گھراؤ کے

اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانی پر جنبش کرتی تھی اور خدا نے کہا کہ اجالا ہو اور اجالا ہوگیا اور خدا نے اجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اجالے کو اندھیرے سے جدا کیا اور خدا نے اجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا۔ سو شام اور صبح پہلا دن ہوا اور خدا نے کہا کہ فضا پانیوں کے بیچ فاصل ہووے اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے، تب خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے پانیوں کو فضا کے اوپر کے پانیوں سے جدا کیا، اور ایسا ہی ہوگیا، اور خدا نے فضا کو آسمان کہا، سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا، اور خدا نے کہا کہ آسمان کے نیچے کے پانی ایک جگہ جمع ہوویں کہ خشکی نظر آوے، اور ایسا ہی ہوگیا، اور خدا نے خشکی کو زمین کہا اور جمع ہوئے پانیوں کو سمندر کہا اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے،----" (ص ۱)

انجیل کا ایک اور ترجمہ ۱۸۴۹ء میں باپتست مشن پریس کلکتہ میں چھپا تھا، اس کے سرنامہ پر اردو اور انگریزی میں یہ عبارتیں درج ہیں۔

"کتاب مقدس، یعنی خداوند یسوع مسیح کی انجیل جو متھی، مارک، لوک اور یوحناہ سے لکھی گئی تھی اور رسولوں کے اعمال اردو زبان میں"

"The Four Gospels and The Acts in Hindustani. Translated from The Greek.

اس سے ظاہر ہے کہ مترجم اردو اور ہندوستانی کو ایک ہی زبان سمجھتا ہے، اب اس زبان کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

رسولوں کے اعمال

پہلا باب

یسوع کا مریدوں کو دکھائی دینا اور حکم دے کے آسمان پر جانا،

۱۔ اے تھیوفلے! میں پہلی کتاب میں بیان کر چکا، ان سب کاموں اور نصیحتوں کو جو یسوع کرتا رہا۔

۲۔ اس وقت تک کہ وہ روح قدس سے اپنے برگزیدہ رسولوں کو حکم دے کے اوپر اٹھایا گیا۔

۳۔ جن کے نزدیک اس نے بعد اپنے مرنے کے اپنے تئیں بہت سی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں دکھائی دے کے خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔

۴۔ اور انہیں اکٹھا کر کے یہ حکم کیا، کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ جو وعدہ کہ باپ نے کیا جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو اس کا انتظار کرو۔

۵۔یحییٰ نے تو پانی میں غوطہ دلایا، پر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح قدس میں غوطہ دلائے جاؤ گے۔" (ص ۳۱۹)

اس کے بعد مرزا پور آرفن پریس کا چھپا ہوا "مقدس کتاب کا احوال" ہے، جسے ڈاکٹر بارتھ (Dr. Barth) کے جرمن نسخہ سے ریورنڈٹی ہوئرنلے (T. Hoernle) نے اردو میں ترجمہ کیا ہے، مجھے اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ملا جو ۱۸۵۹ء کا مطبوعہ ہے، پھر اسی پریس کا ۱۸۶۱ء کا چھپا ہوا "ترجمہ مزامیر باشرح و تفسیر" تالیف پادری یوسف آون (Owen) ہے ان دونوں کی عبارت کا طرز بھی وہی ہے جو مندرجہ بالا اقتباسات کا ہے۔

عیسائیوں کی مذہبی کتابوں میں سے ان چند کتابوں کے حوالے صرف اس وجہ سے دیے گئے ہیں کہ یہ سب گارساں دتاسی کے اس خطبہ سے پہلے شائع ہو چکی تھیں، جس میں اس نے یہ بیان کیا ہے، کہ مشنریوں کی بیشتر تصانیف میں جو مسیحی مذہب کی نشر و اشاعت کے لیے شائع ہوتی ہیں، انگریزی الفاظ کثرت سے استعمال کیے جاتے ہیں، یہ خطبہ ۵ دسمبر ۱۸۶۴ء کا ہے، ۲ دسمبر ۱۸۶۱ء کے خطبہ میں وہ خود انجیل کے ایک "دلپذیر" اردو ترجمہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"جیسا کہ میں اپنے پچھلے خطبہ میں کہہ چکا ہوں کہ برطانیہ اور ممالک غیر کی انجمن انجیل نے انجیل کا جو دلپذیر ترجمہ گزشتہ سال شائع کیا اسے یقیناً اردو زبان کی چوٹی کی کتابوں میں سمجھنا چاہیے، یہ ترجمہ اس لیے اور بھی عمدہ اور معتبر ہے کہ ایک مشہور ہندوستانی فاضل نے اس کام میں ہاتھ بٹایا ہے، کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی فاضل کو اپنی زبان اردو کے علاوہ انجیل مقدس پر پورا عبور حاصل تھا۔"

تعجب ہے کہ فاضل خطبہ نگار کی نظر سے انجیل کے مذکورہ بالا ترجمے نہیں گزرے۔ ان ترجموں میں مجھے انگریزی کا کوئی لفظ نہیں ملا، چہ جائے کہ کثرت سے ان کا استعمال۔ ۱۸۶۱ء کے بعد کے بھی متعدد ترجمے انجیل اور توریت کے میں نے دیکھے۔ نیز انیسویں صدی کے ربع آخر اور بیسویں صدی کے موجودہ زمانے تک کی ایک بڑی تعداد مسیحی مذہبی کتابوں کی جو اردو میں شائع ہوئی ہیں، مطالعہ میں آئی، لیکن زبان سب کی شستہ اور فصیح ملی، اور انگریزی الفاظ کا استعمال بکثرت یا بقلت کہیں نظر نہیں آیا، ممکن ہے دتاسی کی مراد مشنریوں کی بیشتر "تصانیف" سے "خیر خواہ ہند" کے قسم کے مذہبی اخبار اور رسالے رہے ہوں، جو انگریزی آمیز اردو لکھتے تھے۔

اردو کے مسیحی مترجمین اور مولفین میں وہ بھی ہیں جو اصلاً ہندو تھے، اور بعد کو عیسائی ہو گئے تھے، لیکن ان کی زبان بھی وہی ہے جو ان پادریوں کی کتابوں میں ملتی ہے، جو مسلمان سے عیسائی ہوئے۔ اسمتھ کی کتاب کا ترجمہ "مسیحی کی خوش وقت زندگی" کے عنوان سے بابو یونس سنگھ نے کیا تھا جو مشن

پریس الہ آباد میں ۱۸۸۹ء میں چھپا تھا، اس کے سترہویں باب میں "مسیح کے ساتھ یکتائی حاصل کرنے کا بیان" اس طرح لکھا ہے۔

"ایمانداروں کی روح کے ساتھ خدا کے جتنے سلوک ہیں، ان کا یہی مطلب ہے کہ ان کو اپنے ساتھ ایک کر لے، کہ ہمارے خداوند کی، وہ دعا پوری ہو کہ وہ سب ایک ہوں، جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں، کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ایک ہوں۔" --- "میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ ایک میں کامل ہوں اور تاکہ دنیا جانے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے اور انہیں پیار کیا ہے، جیساکہ تو نے مجھے پیار کیا ہے۔

خدا نے دنیا کے پہلے ہی یہ جلالی ارادہ کیا کہ ایمانداروں کی روحوں کو اپنے ساتھ ایک کر لے، یہ وہ بھید ہے کہ جو زمانہ دراز اور پشت در پشت بنی آدم کی نظر سے چھپا ہوا تھا، اور مسیح کے مجسم ہونے کے باعث سے پورا ہو گیا، یہ کلام میں کھول دیا گیا ہے اور اس کی سچائی کا یقین بہتیرے ایمانداروں نے اپنے تجربہ سے حاصل کیا ہے ---- " (ص ۱۷۳)

منشی کدار ناتھ منت نے ایک مثنوی بعنوان "ستم ہامان یعنی فریبِ شیطان" لکھی ہے، جو واشنگٹن پرنٹنگ پریس لاہور سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی ہے، اس کے ابتدائی اشعار حسب ذیل ہیں۔

بسم الاب والابن والروح

اگر طاقت آسمانی ملے — مجھے روح سے کامرانی ملے

تو لکھوں میں تمجیدِ تثلیثِ پاک — نمایاں ہو توحید کا اشتراک

وہی ایک میں تین معبود ہے — وہی تین میں ایک مقصود ہے

ازل سے جو تھا ساتھ اس کے کلام — اسی سے کیا خلق اس نے تمام

بنے حکم سے اس کے ارض و سما — مبارک خداوند سم کا خدا

ادا کب ہو حمد خدائے جہاں — ہے تقدیس میں اوس کی قاصر زبان

عجائب خدا کے غرائب ہیں کام — محبت سے معمور سب لاکلام

محبت سے آدم کو پیدا کیا — محبت سے سب کچھ ہویدا کیا

کیا بے گنہ خلق و پاکیزہ راست — محبت کی مبذول سے بیش و کاست

مگر بوالبشر نے اسے کھو دیا — گناہ و ہلاکت کو سر پر لیا

تھا زوروں پر اس وقت غوغائے عدل — سزا چاہتا تھا تقاضائے عدل

محبت سے لیکن خدا نے وہیں — کی تدبیر ظاہر عجائب ترین

کہ عورت جو مصدر ہوئی موت کی — وہیں سے نمایاں ہوئی زندگی

ہوا نسلِ زن سے مسیحا نمود — کیا نیست اوس نے گنہ کا وجود
سہی ابنِ حق نے صلیبی قضا — کیا قرض یوں غاصبوں کا ادا
اسی طرح وقتاً فوقتاً مدام — رہائی کے دکھلائے اعجوبہ کام
انہیں میں یہ اک قصّہ دلپسند — مصیبت زدوں کو ہے تعلیم و پند
کہ کیونکر خداوند نے ناگہان — بچائی تمام اپنے لوگوں کی جان
یہ ہامان و استر کا مذکور ہے — طرب بخش دلہائے رنجور ہے

مندرجہ بالا تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ [مسیحیت اور اس کے] اخلاق کو مقبول بنانے میں اردو کو کتنا دخل حاصل ہے----

حواشی

۱- گارساں دتاسی، خطبات، دہلی: انجمن ترقی اردو (۱۹ء)، ص ۴۱۳-۴۱۴

۲- ایضاً، ص ۳۱۳

روز نامہ "ہمدرد" (دہلی) اور مسیحی ـ مسلم تعلقات

مسیحی - مسلم تعلقات کے موضوع پر اردو رسائل و جرائد میں وقیع لوازمہ موجود ہے۔ اس حقیقت کا احساس اُس وقت بالخصوص ہوتا ہے جب کسی اہم جریدے کے فائل دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ مولانا محمد علی جوہر (م ۱۹۳۱ء) کی ادارت میں شائع ہونے والا روز نامہ "ہمدرد" (دہلی) اس حوالے سے اپنے دامن میں قابل ذکر لوازمہ رکھتا ہے۔

روز نامہ "ہمدرد" کا باقاعدہ اجراء یکم جون ۱۹۱۳ء کو ہوا تھا مگر باقاعدہ اشاعت سے تقریباً تین ماہ پہلے ۲۳ فروری ۱۹۱۳ء سے ایک ورق کا "نقیبِ ہمدرد" شائع ہونے لگا تھا۔ اوّلیں باقاعدہ شمارے میں مولانا جوہر نے اپنے قارئین کو بتایا کہ

> "ہمدرد کا فرض ہوگا کہ روز سچی خبریں سنائے، ان خبروں کو پوری طرح سمجھنے کے لیے جن معلومات کا مہیا کرنا ضروری ہے، وہ مہیا کرے، ناظرین کی معلومات میں ہر روز اضافہ کرے تاکہ وہ خود رائے قائم کر سکیں۔ نہ کہ اس کی رائے کے ہمیشہ محتاج رہیں۔"

چنانچہ خبروں کے ساتھ جو دوسرے مضامین شائع ہوئے، ان میں مسیحی - مسلم تعلقات کا موضوع بھی شامل رہا۔ روز نامہ "ہمدرد" تقریباً اڑھائی سال کے بعد اس وقت بند ہو گیا جب مولانا جوہر پہلی عالمی جنگ کے دوران میں نظر بند کر دیے گئے تھے۔ اگست ۱۹۱۵ء میں آخری پرچہ شائع ہوا۔

تقریباً نو برس گزرنے کے بعد ۲۹ نومبر ۱۹۲۴ء کو "ہمدرد" دوبارہ جاری کیا گیا مگر اس کی اشاعت مالی طور پر خسارے کا سودا رہی۔ آخر مئی ۱۹۲۸ء میں جب مولانا جوہر بغرض علاج یورپ جانے لگے تو انہوں نے اخبار بند کرنے کا پروگرام بنا لیا مگر اُن کے احباب نے اخبار جاری رکھنے پر اصرار کیا۔ اس صورتِ حال میں وہ اخبار کی ادارت کلیتاً الگ ہو گئے تاہم اُن کے قیامِ یورپ کے دنوں میں سیّد محمد جعفری کی ادارت اور مولانا عبدالماجد دریابادی کی نگرانی میں اخبار چھپتا رہا۔ واپسی پر اُنہیں معلوم ہوا کہ خسارہ کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی گیا ہے۔ آخر ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو "ہمدرد" ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

روز نامہ "ہمدرد" کے صفحات میں شائع شدہ مضامین و مقالات اور بالخصوص مولانا جوہر کی تحریروں کے ایک سے زائد انتخابات شائع ہو چکے ہیں تاہم ملک کے چند اعلیٰ کتب خانوں میں "ہمدرد" کے فائل بھی موجود ہیں جن سے اہلِ علم استفادہ کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری اہلِ علم کے شکریے کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے "ہمدرد" کے مضامین اور اداریوں اور مقالات کا اشاریہ شائع کر دیا

ہے۔ ذیل میں اس "اشاریے" سے مسیحی - مسلم تعلقات پر مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

ان مقالات اور ادارتی تحریروں میں مغربی دُنیا کے مسیحی مبشّروں کی اُن سرگرمیوں کے بارے میں آگاہی فراہم کی گئی ہے جن کے منصوبے مختلف کانفرنسوں میں تیار ہوتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری نے اپنے ایک مقالے میں ایڈنبرا کانفرنس کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

> "۱۹۱۰ء میں اسکاٹ لینڈ کے سب سے بڑے شہر اڈنبرا میں تمام دنیا کی مشنری انجمنوں کی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ سب سے اہم مسئلہ اس کانفرنس میں زیرِ بحث یہ تھا کہ عیسائیت کی اشاعت میں جو رکاوٹ اسلام نے پیدا کر دی ہے، اس کا سدِّ باب کس طرح ہو۔ افریقہ اور ایشیا کے مشنریوں نے بیان کیا کہ باوجود لکھوکھا روپیہ خرچ کرنے کے اسلامی جماعتوں میں عیسائیت کو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور افریقہ کے جس حصہ میں کوئی مسلمان مشنری پہنچ جاتا ہے تو وہ عیسائی پادریوں کی سالہا سال کی محنت کو برباد کر دیتا ہے۔ اس کانفرنس کا ایک جلسہ دروازہ بند کر کے بھی کیا گیا۔ اور اس میں کیا کچھ سرگوشیاں ہوئیں، وہ کسی غیر شخص کو معلوم نہیں لیکن کانفرنس کے بعد مشنری تحریک نے جو رخ اختیار کیا ہے اس سے -- اس کانفرنس کا سراغ ملتا ہے۔ منجملہ ان کے ایک فیصلہ یہ بھی کیا گیا کہ پادریوں کی ایک جماعت ایسی تیار کی جائے جو اپنے آپ کو اسلامی روایات، اسلامی تاریخ اور عربی زبان کی تحصیل کے لیے وقف کر دے، اور جو ان ممالک میں کام کرے، جہاں اسلامی آبادیاں ہیں۔ چنانچہ ایک بڑی فوج پُر جوش پادریوں کی اس کام کی جانب متوجہ ہوئی۔ ڈاکٹر زویمر جو امریکہ کا بڑالاٹ پادری اور عیسائی دنیا میں عربی دانی کے لحاظ سے ممتاز و مشہور ہے، اڈنبرا کانفرنس کا پریذیڈنٹ تھا۔ انھوں نے اپنی ایڈیٹری میں ایک رسالہ "دی مسلم ورلڈ" [اسلامی دنیا] کے نام سے نکالنا شروع کیا ہے، جس میں علاوہ تاریخی اور مذہبی مضامین کے ان پادریوں کی رپورٹیں بھی شائع ہوتی ہیں جنھوں نے اسلامی دُنیا میں عیسائیت پھیلانے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔"

فہرست میں، تبلیغ و اشاعت اسلام کے حوالے سے لکھے گئے مقالات اور ادارتی تحریریں بھی شامل کر لی گئی ہیں کیوں کہ ان میں دوسرے مشنری مذاہب اور بالخصوص مسیحیت کا ذکر آیا ہے۔

اشاعت اسلام

آل انڈیا تبلیغ کانفرنس "کا اجلاس (دہلی)	۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء، ص ۲
اسلام کے مقابلے میں صلیبی جنگ کی تیاریاں	۱۷ فروری ۱۹۱۴ء، ص ۲

اسلام میں تبلیغ — بہترین طریقہ کار کیا ہے؟ (اداریہ)	۲۹ دسمبر ۱۹۲۷ء، ص ۲
اشاعتِ اسلام	۲۰ جون ۱۹۱۴ء، ص ۴-۵
اشاعتِ اسلام میں ظاہری رکاوٹیں	۲۴ مئی ۱۹۱۴ء، ص ۵
اشاعت و تبلیغ اسلام (سیّد عبدالحکیم نقوی قائم گنجوی)	۵ مارچ ۱۹۱۴ء، ص ۸
انگلستان میں تبلیغِ اسلام	۲۲ مئی ۱۹۱۴ء، ص ۴
بلادِ غربیہ میں اشاعتِ اسلام	۳۰ جنوری ۱۹۱۴ء، ص ۴
	۱۹ فروری ۱۹۱۴ء، ص ۷
	۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء، ص ۷
تبلیغِ اسلام: بلادِ غربیہ میں (راشدہ رائس)	۳۱ مئی ۱۹۱۴ء، ص ۲
رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے کا خطبۂ صدارت (آل انڈیا تبلیغ کانفرنس)	۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء، ص ۷-۸
	۲۷ دسمبر ۱۹۲۷ء، ص ۱، ۶
	یکم جنوری ۱۹۲۸ء ص ۲
	۲ جنوری ۱۹۲۸ء، ص ۵
	۴ جنوری ۱۹۲۸ء، ص ۷

مسیحی - مسلم تعلقات

* بلغاریہ میں اسلام (ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری)	۲۲ جون ۱۹۱۳ء
تحریفِ قرآن کی کوشش — اہلِ مغرب کی طرف سے	۲۱ مئی ۱۹۱۴ء، ص ۴
* چین میں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ	۱۳ جون ۱۹۱۳ء
* سرویا میں اسلام (ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری)	۱۱ جون ۱۹۱۳ء
عیسائیت اور اسلام کی کوبو کانفرنس	۱۰ فروری ۱۹۱۴ء، ص ۶-۷
عیسائیت کی اصلاح اور اسلام	۲۰ فروری ۱۹۱۴ء، ص ۶
* مذہب عیسوی اور خزانۂ ہند	۱۰ اگست ۱۹۱۳ء
مسیحی یورپ اور ہندوستان کا مقابلہ (محمد حمید شاہ)	۱۳ جون ۱۹۲۶ء، ص ۷
مسلمانوں کا نجران کے یہود و نصاریٰ کے ساتھ برتاؤ	۳۱ مئی ۱۹۲۷ء، ص ۷

یورپ اور قرآن مجید کے عدیم الصحت ہونے کا دعویٰ | ۲۷ مئی ۱۹۱۴ء، ص ۴
(شبلی نعمانی) | ۲۸ مئی ۱۹۱۴ء، ص ۴-۵

حواشی

۱۔ روزنامہ "ہمدرد" (دہلی)، یکم جون ۱۹۱۳ء، بحوالہ سیّد رئیس احمد جعفری، علی برادران، لاہور: محمد علی اکیڈمی (۱۹۶۳ء)، ص ۱۸۸

۲۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری، مولانا محمد علی اور اُن کی صحافت، کراچی: ادارۂ تصنیف و تحقیق پاکستان (۱۹۸۳ء)، ص ۱۳۱-۲۷۰

۳۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن بجنوری، چین میں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ، روزنامہ "ہمدرد" (دہلی)، ۱۱ جون ۱۹۱۳ء، منقولہ از "علی برادران" حوالہ مذکورہ، ص ۲۱۳

۴۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۲۷ء کو منعقد ہوئی جس میں نومسلم رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے فاروق نے صدارت کی تھی۔ لارڈ ہیڈلے فاروق کے لیے دیکھیے: ابراہیم احمد باوانی (مرتّب)، Islam: Our Choice کراچی: بیگم عائشہ باوانی وقف (۱۹۶۷ء)، ص ۱۴-۱۵، عبدالغنی فاروق، ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ لاہور: ادارۂ معارف اسلامی (۱۹۸۳ء)، ص ۲۷-۲۷۴

۵۔ لارڈ ہیڈلے فاروق کا خطبۂ صدارت کتابی شکل میں لاہور سے شائع ہو گیا تھا۔

۶۔ جن مضامین کے آغاز میں (ستارہ) کا نشان ہے، یہ سیّد رئیس احمد جعفری کی مرتّبہ کتاب "علی برادران" [حوالہ مذکورہ] میں شامل ہیں۔